ایک نادر مخطوطہ

مولانا سید سعید اللہ استاد شعبۂ اسلامیات
پشاور یونیورسٹی

وثیقۃ الاکابر

حضرت شیخ فقیر اللہ شکارپوری کا سلسلۂ اسانید

شیخ فقیر اللہ شکارپوری بارہویں صدی کے چوٹی کے علماء میں سے ہیں۔ آپ ۱۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۹۵ھ میں وفات[1] پائی۔ راقم الحروف کے تحقیق کے مطابق آپ درہ خیبر کی ایک پہاڑی روتاس[2] کی حدود میں پیدا ہوئے۔ زمانۂ تحصیلِ علم آپ نے پشاور میں بمقام خرقیؒ اور جلال آباد (افغانستان) کی حدود میں بمقام حصارک گزارا[3]۔ اور پھر ۱۱۳۰ھ تک وہاں قیام پذیر ہوئے اور ۱۱۳۰ھ سے ۱۱۵۰ھ تک کا زمانہ آپ نے قندھار میں اور ۱۱۵۰ھ سے آخر عمر ۱۱۹۵ھ تک شکارپور میں گزارا[4]۔

آپ نے برصغیر ہند و پاک، افغانستان اور حجاز و یمن کے علماء و مشائخ سے استفادہ کیا۔ انہوں نے علوم ظاہرہ و باطنہ میں آپ کے کمال کو دیکھ کر آپ کو اجازات دیئے۔ چنانچہ آپ نے سلاسل اسانید اور اجازات اپنی ایک مستقل تالیف وثیقۃ الاکابر میں تفصیلاً درج کیں۔

اس کتاب کو آپ نے مقدمہ آٹھ فصول اور خاتمہ پر مرتب کیا۔ مقدمہ سے پہلے کتاب کی ابتداء میں آپ نے مولانا محمد صادق بن دیندار حصارکی جلال آبادی، شیخ محمد حیات سندھی، شیخ محمد ہاشم ٹھٹھوی، فقیہ طیب خطیب بن عمر بن عبداللطیف الناشری الیمنی الحویدی، شیخ محمد مسعود پشاوری اور شیخ عبدالقادر مفتی مکہ سے

---

[1] مخدوم امیر احمد عباسی: مقدمہ بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ ص۱۸، ص۲۹ و مقالہ سید امین اللہ علوی: سندھی ماہنامہ الرحیم ستمبر و اکتوبر ۱۹۷۱ء

[2] یہ پہاڑ پشاور سے بجانب مغرب تقریباً ۱۰ میل اور جمرود سے ۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے میرا مقالہ تقدمۃ مقدمۃ الفتوحات الغیبیۃ، قلمی ص۸ تا ۱۳۔

[3] ایضاً۔ [4] ایضاً و سندھی ماہنامہ الرحیم ستمبر ۱۹۷۱ء

اجازت ملنے کا ذکر کر کے کتاب کے بارے میں یہ وضاحت کردی کہ اس کتاب میں اسانید کے ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ معتمد علماء کی کتابوں سے مزید تحقیقات بھی ذکر کرتا ہوں اور چونکہ عموماً دوسرے مشائخ کی اسانید شیخ محمد ہاشم ٹھٹھوی کی اسانید میں مندرج ہو جاتے ہیں اس لیے شیخ محمد ہاشم ہی کی اسانید تفصیلاً ذکر کرنے پر اکتفاء کر کے صرف علامہ النووی کی مرویات کی سند فقیہہ طیب خطیب کے طریق سے بیان کروں گا اور اسی طرح طریقۂ قادریہ اور طریقۂ نقشبندیہ کی اسانید شیخ محمد مسعود کے طریق سے ذکر کروں گا۔

مقدمہ میں آپ نے پہلے اسناد کی ضرورت سے بحث کی۔ اس کے بارے میں تابعین کے اقوال سے استشہاد لیا اور پھر مجتہد کے اقوال کی روایت کے جواز کے طریقے بیان کئے۔ اس تحقیق کے بعد اسناد میں اداء کے صیغوں سے بحث کی۔

چونکہ مؤلف نے ہر ہر علم کی اسانید کے لیے جدا جدا فصول مقرر کی ہیں مگر علم نحو کی سند کے لیے آپ نے جدا فصل مقرر نہیں کی بلکہ مقدمہ کے تتمہ میں اس کی سند ذکر کی ہے اس لیے آپ نے اور علوم کی اسانید سے جدا مقدمہ میں اس کے ذکر کرنے کی وجہ بتائی اور اس علم کے وضع کرنے کا سبب اس کے واضع اور ناشر سے بحث کی۔ جس کے بعد آپ نے علم نحو میں علامہ شیخ محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک سند نقل کی۔

فصل اوّل میں آپ نے علم اصول دین (عقائد) کی سند کسی کتاب کے ساتھ مقید کرنے کے بغیر امام ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشعری تک پہنچائی ہے۔

فصل دوم میں آپ نے سات قراء سے ان کی چودہ رواۃ کے طریق سے قرآن مجید کی قرأت کی سند[1] ذکر کی ہے۔ ان سات قراء کا صحابہ پاک باز، تابعین سے روایت کرنے کے بارے میں تفصیل دی ہے۔

---

[1] قرأت کی سند آپ نے ابوعمرو عثمان بن سعید الدانی تک پہنچائی ہے جو سات قراء امام نافعؒ۔ عبداللہ بن کثیرؒ۔ ابو عمرو بن العلاء البصریؒ۔ عبداللہ بن عامر الشامیؒ۔ عاصم بن ابی النجودؒ۔ حمزہ بن حبیب الکوفیؒ اور علی الکسائیؒ سے نقل کرتے ہیں۔ ان قراء میں سے الدانی کو ہر ہر قاری سے دو دو اسانید سے پہنچی ہے۔ چنانچہ امام نافعؒ کے راوی قالون اور ورش۔ عبداللہ بن کثیرؒ کے البزی اور قنبل۔ ابن العلاء البصریؒ کے الدوری اور السوسی۔ عبداللہ بن عامر الشامیؒ کے ہشام اور ابن ذکوان۔ عاصمؒ بن ابی النجود کے ابوبکر شعبہ اور حفص بن سلیمان۔ حفص بن حبیبؒ کوفی کے خلف اور خلاد۔ علی الکسائیؒ کے اللیث اور الدوری۔ اسی طرح ابوعمرو الدانی چودہ اسانید سے قرآن مجید کی قرأت کی روایت کرتا ہے۔

تفاسیر میں سے آپ نے تفسیر بیضاوی، مدارک، وسیط، جلالین کی اسانید ذکر کئے اور تفسیر الذاہدی کے بارے میں بتایا کہ اس کی اجازت شیخ محمد ہاشم نے مجھے بغیر سند کے دی۔

فصل ثالث میں اپنے چھٹے صحیح کے بارے میں علماء کے اختلاف کا ذکر کر کے بتایا کہ جمہور علماء کے نزدیک چھٹا صحیح سنن ابن ماجہ ہے۔ احادیث کی اسانید کے ذکر کرنے سے پہلے آپ نے احادیث کی اسانید کا کتب فقہ کی اسانید پر۔ اور صحاح ستہ کی اسانید احادیث کی اور کتابوں کی اسانید پر۔ اور صحیحین کی باقی چار صحاح کی اسانید پر مقدم ذکر کرنے کی وجہ بتائی۔

صحاح ستہ میں سے ہر ہر صحیح کی سند کے ذکر کرنے سے پہلے آپ نے اس صحیح کے مؤلف کی زندگی کے حالات اور مناقب بیان کئے ہیں۔ صحاح ستہ کے علاوہ آپ نے احادیث کی مندرجہ ذیل کتابوں کی اسانید ذکر کئے ہیں:۔

شمائل ترمذی۔ حافظ ابو محمد عبد اللہ بن محمد یعقوب کا مسند امام اعظم۔ مسند امام احمد بن محمد بن حنبل۔ امام بیہقی کے سنن کبیر۔ سنن صغیر اور شعب الایمان۔ طبرانی کا المعجم الکبیر۔ المعجم الاوسط اور المعجم الصغیر۔ سنن دارقطنی۔ سنن ابی محمد بن الصباح البزار۔ حاکم کا مستدرک۔ صاغانی کا مشارق الانوار۔ الجزری کا حصن حصین اور اس کے دو مختصر العدۃ اور الجنۃ۔ خطیب التبریزی کا مشکوۃ المصابیح۔ اور موطا امام مالک اور موطا امام محمد کے بارے میں بتایا کہ شیخ محمد ہاشم نے مجھے ان دو کتابوں کی اجازت سند کے بغیر دی۔

ان کتابوں کے سلسلہ اسانید کے ذکر کرنے سے پہلے آپ نے کتاب اور اس کے مؤلف سے متعلقہ ضروری باتیں بھی بتائی ہیں۔

فصل ثالث کے تکملہ میں علامہ النووی کے مناقب و احوال ذکر کر کے اذکار اربعین اور ان کے دیگر تمام مرویات کی سند فقیہ طیب بن عمر الیمنی الحدیدوی کے طریق سے ذکر کی اور تکملہ کے آخر میں محدثین کے بارہ طبقات ذکر کئے۔

فصل رابع میں علم اصول فقہ کی سند کسی کتاب کے ساتھ مقید کرنے کے بغیر امام اعظم تک پہنچائی ہے جس کے بعد آپ نے ائمہ اربعہ کے مناقب اور حالات ذکر کئے ہیں اور پھر صدر الشریعت عبید اللہ بن مسعود کی کتاب "التنقیح" اور اس کی شرح "التوضیح" اور سعد الدین تفتازانی کے تلویح شرح التنقیح کی اسانید ذکر کئے۔ الشاشی اور الحسامی کے بارے میں بتایا ہے کہ شیخ محمد ہاشم نے مجھے اس کی اجازت سند کے بغیر دی۔

فصل خامس میں آپ نے علم فقہ کی سند (کسی کتاب کے ساتھ مقید کرنے کے بغیر) امام ابوحنیفہؒ کے طریق سے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا تابعین کے طبقہ میں سے ہونے کے بارے میں مفصل بحث کی ہے اور آپ کے مستنبط مسائل کی تعداد بیان کی ہے اور پھر کتب ظاہر الروایۃ کی سند ذکر کر کے امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ کے مناقب بیان کئے ہیں اور شیخ محمد ہاشم کی طرف سے کتب ظاہر الروایۃ اور الاتحاف میں الاکابر بمرویات الشیخ عبد القادرؒ نام ذکر شدہ اسانید کی اجازت ملنے کی عبارت[1] نقل کی ہے۔

اس کے بعد آپ نے علم فروغ فقہ کی چودہ کتابوں القدوری۔ مرغینانی کی الہدایۃ اور التجنیس۔ ہدایۃ کے شروح میں سے علامہ السغناقی کی النہایۃ۔ بدر الدین محمود بن احمد العینی کی البنایۃ۔ ابن الہمام کی فتح القدیر محی الدین عبد القادر کی اوہام الہدایۃ۔ النسفی کی کنز الدقائق۔ اس کی اصل الوافی اور اس کی شرح الکافی اور کنز کے شروح میں سے الزیلعی کی تبیین الحقائق۔ زین الدین ابن نجیم کی البحر الرائق اور اصول فقہ میں ان کی کتاب الاشباہ والنظائر۔ سراج الدین عمر بن نجیم کی النہر الفائق شرح کنز الدقائق شرح کنز الدقائق صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود کا شرح الوقایہ اور النقایہ (مختصر شرح الوقایہ) کی اسانید ذکر کی ہیں۔

الکفایہ شرح ہدایہ، منیۃ المصلی اور خلاصہ کے بارے میں بتایا ہے کہ شیخ محمد ہاشم نے مجھے ان کتابوں کی اجازت سند کے بغیر دی ہے۔ اس فصل کے اخیر میں آپ نے فقہاء کے طبقات بیان کئے ہیں۔

فصل سادس میں آپ نے آداب اور سلوک کی کتابیں میں سے امام غزالیؒ کی کتاب احیاء العلوم، البلخی کی کتاب العین العلم اور رکن الاسلام کی الطریقۃ المحمدیہ اور شرعۃ الاسلام ان چاروں کتب کے بارے میں بتایا کہ شیخ محمد ہاشم نے مجھے ان کی اجازت مکاتبۃً سند کے بغیر دی ہے۔

اس کے بعد آپ نے علامہ مذکور کی طرف سے صحاح ستہ اور دلائل الخیرات کی اُس اجازت کی عبارت ذکر کی ہے جو اُنہوں نے آپ کو ۲۰ ذی قعدہ ۱۱۶۳ھ کو لکھ کر دی تھی اور پھر اس اجازت کی عبارت

---

[1] اجازت کی عبارت مندرجہ ذیل ہے :-

" الحمد للہ قد اجزت اخانا فی اللہ وحبیبنا اللہ الشیخ الجلیل والحبر الجمیل الشیخ فقیر اللہ بن الشیخ عبد الرحمٰن بن شمس الدین بن بدر الدین ـــ بھذہ الکتب الستۃ بحق اجازتی عن مشائخ الکرام رحمہم ربھم بھذا السند بل بجمیع ما عندی ـــ من اسانید تلک الکتب مما ھو مذکور فی رسالتی الاتحاف الاکابر وبہ تعالےٰ استعین ـــ "

جس میں انہوں نے قراء سبعہ کی روایات کے ساتھ قرآن مجید کی قرأت ۔ صحاح ستہ کے علاوہ اور کتب حدیث تفاسیر ۔ اصول فقہ ۔ فقہ ۔ آداب وسلوک اور اوراد و اذکار کی کتابوں کے نام ذکر کئے ہیں ۔ یہ اجازت ان کو ۲ ررمضان المبارک ۱۱۶۴ھ کو ملی تھی ۔

ساتویں فصل میں آپ نے اذکار کی کتابوں میں سے حضرت کعبؓ بن زہیر کا قصیدہ بانت سعاد ۔ الحزب الیمانی (المشہور بالدعاء السیفی) الدعاء السامعۃ ۔ دلائل الخیرات ۔ حزب البحر ۔ العقیدۃ البردۃ ۔ العقیدۃ المنزیۃ ۔ الحزب الاعظم ۔ الاوراد الفتحیۃ کی اسانید ذکر کی ہیں اور الدرود الحاضری کے بارے میں بتایا ہے کہ شیخ محمد ہاشم نے مجھے اس کی اجازت سند کے بغیر دی ہے ۔ ان اذکار و ادعیہ اور ان کے مؤلفین سے متعلقہ ضروری مباحث اپنی اپنی جگہوں میں بیان کئے ہیں ۔

آٹھویں فصل میں آپ نے خرقہ ، تلقین اور مصافحہ متصلہ کی نسبتوں سے مفصلاً بحث کی ہے کہ کیا یہ محدثین کے ہاں ثابت ہے یا نہیں ۔ اس کے بعد آپ نے بدعت سے بحث کی اور پھر شیخ محمد مسعود کے طریق سے طریقہ قادریہ اور طریقۂ نقشبندیہ کی اسانید ذکر کی ہیں ۔ طریقہ قادریہ کی سند کے بعد اور طریقہ نقشبندیہ کی سند سے پہلے درود لکھی ہے جو کئی صفحات پر مشتمل ہے اور پھر شیخ محمد مسعود کی طرف سے طریقہ قادریہ ، نقشبندیہ ، سہروردیہ ، شطاریہ اور چشتیہ کی اجازت ملنے کے سلسلہ میں حضرت شیخ مذکور کے خط میں نقل کیا ہے ۔ کتاب کے خاتمہ میں آپ نے

---

۱ بعد میں مؤلف نے عقائد ۔ ماثور دعائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، صحابہ کرامؓ ، تابعین اور سلف صالحین سے درود کے اور ثابت شدہ صیغے اس درود کے ساتھ ملائے اور مستقل رسالہ کی صورت میں تالیف کیا جس کا نام آپ نے "براہین النجات من مصائب الدنیا والعرصات" رکھا ۔ اس رسالہ کا قلمی نسخہ شکارپور (سندھ) میں سید امین اللہ علوی کے پاس ہے ۔

۲ خط کی نقل مندرجہ ذیل ہے :-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلاۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین ۔ اما بعد : یقول خادم الفقراء محمد مسعود مسترشد مجمع البحار منبع المعارف والاسرار محقق علوم الشریعۃ ومدقق دقائق الطریقۃ الحاج محمد سعید اللاهوری انی اجزت العالم الربانی الشیخ فقیر اللہ بالطریقۃ القادریۃ والنقشبندیۃ والسهروردیۃ والشطاریۃ والچشتیۃ لیکون مشغولا بالحق ومثمر الخیرات بالافادۃ الی طالبی الحق ومرشد امین الطریقۃ وعاذنہ ومعرضہ ومقبلہ الی اللہ تعالٰی رب وفقہ للخیر ولا تکلہ الی الغیر فانت حسبہ ونعم اللہ الوکیل" وثیقۃ الاکابر ورق ۵۹ قلمی نسخہ اسلامیہ کالج پشاور لائبریری ۔

شیخ، مرید اور محدث کے آداب بتائے ہیں۔ اس کتاب کا سن تالیف ۱۱۶۵ھ ہے۔ چنانچہ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں اس کتاب کے قلمی نسخہ عدد مسلسل ۵۰۱۴ کے آخر میں یہ عبارت درج ہے۔

"تحت النسخة المتبركة المسماة بوثيقة الاكابر في شكار بور من مدائن السند بيد مؤلفها الراجي الى رحمة ربه عشاء ليلة السبت احدى وعشرين من شهر صفر المنتظم في سلك شهور سنة خمس وستين ومائة والف" ۔

اسلامیہ کالج کا یہ نسخہ ۱۱۸۸ھ کا لکھا ہوا ہے۔ جیسا کہ اس نسخہ کے کاتب نے درج بالا عبارت کے بعد لکھا ہے۔

"تمام شد بتاریخ ۱۰ روزہ سہ شنبہ وقت یکپاس شہر جمادی الآخر ۱۱۸۸ھ از دست خاکپای اہل اللہ راجی الی رحمۃ اللہ الباری ملا محمود ولد ملا اللہ رکھیہ"۔

اس نسخہ کے بعض اوراق کے حاشیہ پر مؤلف کی توضیحات بھی ہیں جو غالباً اُن کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں۔ اس نسخہ کے ابتدائی ورق پر کتاب سے پہلے مؤلف کی طرف سے اپنے شاگرد لعل خان بن لشکر خان سلیمانی غلزئی کو وثیقۃ الاکابر میں ذکر شدہ تمام کتب اوراد و قصائد کا اجازت نامہ[1] ہے۔

---

[1] اجازت نامہ کی عبارت مندرجہ ذیل ہے :-

"بسم الله الرحمن الرحيم۔ الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام الاتمان الاكملان على من لا نبي بعده وعلى اله واصحابه ومن نحى نحوه۔ اما بعد فيقول العبد المفتقر الى الله الغني خادم الفقراء فقير الله بن عبد الرحمن الحنفي غفر الله تعالى له ولوالديه اني اجزت الفقيه الورع الصالح لعل خان بن لشكر خان بن كبير السليماني الغلزئي من بطن على خيل الغزنوي بقراءة جميع الكتب والاوراد والقصائد المذكورة في هذه الرسالة المسماة بوثيقة الاكابر واقرادها ليكون هو مشغولا بالاستفادة ومستمرا الخيرات بالافادة والمرجو من الفقير المجاز له ان لا ينساني واولادي من دعاء الخير في الاوقات الشريفة۔ اللهم وفقه الى الخير ولا تكله الى الغير فانه حسبه ونعم الوكيل نعم المولى ونعم النصير ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔ قلت ذلك باللسان وكتبه بالقلم سنة ثمان وثمانين ومائة والف الحمد لله اولاً واخراً ظاهرو باطنا والصلواة والسلام على سيدنا محمد وعلى اله واصحابه كذلك الى يوم الدين۔ امين ؛

اس نسخہ کے آخر میں مؤلف کی طرف سے احمد شاہ ابدالی کے نام ایک قلمی مکتوب بھی ہے جو مؤلف کے مطبوعہ مکتوبات میں سے مکتوب نمبر ۵۰ ہے ۔

وثیقۃ الاکابر کا دوسرا نسخہ پیر پور خاص (سندھ) میں پیر محمد اسحاق جان کی لائبریری میں ہے۔ اس نسخہ کے اختتام پر لکھا ہے :

" تمت النسخة المبارکة المتبرکة کاتبه فقیر الحقیر خاکپای اهل الله فرید الدین محمد متکر یه عفر الله له و لوالدیه و لجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات"۔

اس نسخہ کے ابتدائی صفحہ پر لکھا گیا ہے :

" من متعلقات رحمة الله علیہ ذی ۱۲۱۰ھ ۔

یہ نسخہ خوشخط ہے مگر بوسیدہ ہے ۔ آخر میں زیادہ کرم خوردہ ہے ۔ اس نسخہ کے ساتھ راقم نے اسلامیہ کالج کے نسخہ کا مقابلہ کیا ۔ جہاں دونوں نسخوں میں اختلاف پایا اس کو قلمبند کیا ۔ اسلامیہ کالج پشاور کا نسخہ اس کے مقابلہ میں رانج ہے ۔

اس کتاب کا ایک اور نسخہ کوئٹہ (بلوچستان) میں حافظ خان محمد کاکڑ کی لائبریری میں ہے[1] ۔

کتاب کے تعارف کے بعد یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس کتاب کی اشاعت سے علم الاسناد کی کتابوں میں ایک مفید کتاب کا اضافہ ہو جائے گا ۔ اور اگر اس کا مقابلہ اس علم کی اور کتابوں سے کیا جائے تو یہ معلومات ہو جائیں گی ۔ کہ عالم اسلام میں ہر ہر زمانے میں علماء نے علوم ظاہرہ و باطنہ کے پھیلانے میں کس کس انداز سے جدوجہد کی ۔ حضور رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام علوم کے سلسلہ کو جوڑنا کس قدر ضروری سمجھا اور علوم کو اجماعی مرتبہ حاصل ہونے کے لیے اُن کی مساعی کس طرح بارآور ہوئیں ۔ امام ابن سیرین کا ارشاد ہے :

" اما هذا الحديث دين فانظروا عمن تاخذون دينكم[2] ۔

علماء نے اسناد کا علم قائم کر کے اس حدیث کی عملاً اشاعت کی ۔

---

[1] مخدوم امیر احمد عباسی : مقدمہ بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ : ۵۰

[2] ابو عیسیٰ محمد ترمذی : الشمائل النبویۃ : ۲۱ آخری حدیث